اسلام کیسے پھیلا؟

تبلیغ سے .... یا تلوار سے؟

تحریر: امان اللہ ایم۔اے (بی۔ایڈ) کھوہار (سرائے عالمگیر)

اسلام کیسے پھیلا؟ تبلیغ سے یا تلوار سے..؟

آپ ﷺ کے انداز تبلیغ سے! کون کہتا ہے؟

تاریخ عالم شاہد ہے...... ذرا دکھاؤ تو......آئینہ تاریخ ہمیں بھی!

آؤ پوچھو قرآن سے، کہتا ہے کیا؟ ﴿أدع إلیٰ سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی أحسن﴾

تاریخِ اسلام کے ایک مؤرخ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے بعثت کے بعد جب ۲۳ سال کے مختصر عرصہ بعد اس دنیا کو چھوڑا تو پورے عرب میں کوئی ایک بھی بت پرست نہ تھا۔لیکن مختلف اذہان میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سی طاقت تھی جس نے اس مختصر عرصہ میں پورے عرب میں اسلام کا بول بالا کیا۔مخالفین کے نزدیک وہ تلوار کی طاقت تھی لیکن میں نے جب اوراقِ تاریخ دیکھے تو حالات کچھ اور گواہی دیتے ہوئے نظر آئے کیونکہ تلوار سے کسی کے ظاہری افعال پر حکمرانی تو کی جا سکتی ہے مگر دل و دماغ پر نہیں لیکن میرے پیارے نبی ﷺ کی جس نے اتباع کی وہ دل و دماغ سے کی تو پھر حقیقت کیا ہے؟ کہ اس مختصر عرصہ میں پورے عرب میں دولتِ اسلام کیسے پھیلی؟

آیئے! بحوالۂ قرآن وسنت اور ان لوگوں کیلئے جو اس قرآن وسنت کو حجت نہیں مانتے بحوالہ تاریخ کے کچھ شواہد گوش گزار کرتا ہوں۔یہ میرے نبی ﷺ کا رویہ اور کردار (اندازِ تبلیغ) تھا جس نے مختصر عرصہ میں عرب کی ایک جاہل قوم کے اندر انقلاب برپا کر دیا اور صحرائی بدو قیصر وکسریٰ کی حکومتوں کے مالک ہو گئے جب میں تاریخِ عالم کا جائزہ لیتا ہوں تو نظر آتا ہے کہ میرے نبی ﷺ مکہ میں تن تنہا اس دعوت وتبلیغ کے سلسہ کو شروع کرتے ہیں جب کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:۔

(قولو لاالہ الا اللہ تفلحوا) تو بیک وقت وہی قوم صادق وامین کے لقب سے پکارنے

والی مخالف ہو جاتی ہے۔حتیٰ کہ اپنا خون بھی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا جانی دشمن ہو جاتا ہے پھر تاریخ شاہد ہے کہ مکہ میں باقی کے تیرہ سال آپ ﷺ کے پاس کونسی تلوار تھی۔جس نے مکہ کے مشرکوں کو شرک سے نکال کر توحید کی وسعتوں میں لا کھڑا کیا آپ ﷺ تو نہتے تھے حتیٰ کہ قدرت کا کمال دیکھیے وہ نبی ﷺ جس کا نہ باپ حمایتی نہ ماں حوصلہ دینے والی اس سی بڑھ اور بے بسی کیا ہو گی جبکہ میں تاریخ ہی کے آئینہ میں دیکھتا ہوں کہ پھیلا تو بدھ مت بھی ایک مخصوص علاقے میں بڑی تیزی سے مگر اسے حکومتی حمایت حاصل تھی بدھ ایک بادشاہ کا بیٹا تھا اس کے امراء نے بادشاہ کو خوش کرنے کیلئے اس کی تعلیمات کو اختیار کیا حکومتی وسائل تھے مگر میرے نبی ﷺ کے پاس کیا تھا بس صرف ایک لا الہ الا اللہ والی تلوار تھی جس نے ہر بت پاش پاش کیا اور ہر سینہ نورِ ایمان سے منور کیا مخالفین کو وہ تلوار جو اسلام کے ہاتھ میں نظر آتی ہے وہ بھی خیال کریں کس نے اسلام کے ہاتھ میں دی اور وہ بھی مجبوری کی حالت میں لینا پڑی وہ بھی اسلام کی تبلیغ کیلئے نہیں بلکہ صرف اسلامی اقدار کو زندہ رکھنے کیلئے ان شرپسندوں کیلئے جو اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتے تھے۔

مکہ کی بعثت کے بعد کی تیرہ سالہ زندگی اور مدینہ کے ابتدائی دو سال دیکھیں پھر آپ ﷺ کے اہلِ یہود سے معاہدات اور خود اہلِ مکہ سے صلح اور آشتی پھر انتہا دیکھیے اگر دیکھنا ہو تو اب انصاف سے آنکھیں اور دل و دماغ کھول کر تاریخ کے اوراق کا مطالعہ فرمائیے فتح مکہ کا منظر بھی تو اپنی آنکھوں کے سامنے لائیے۔اور انصاف سے فیصلہ کیجیے ﴿لا تثریب علیکم الیوم﴾ والا منظر بھی تو اوراقِ تاریخ میں دیکھیے جب تلوار ہاتھ میں تھی جانی دشمن شکست خوردہ سامنے تھے مگر قربان جاؤں پیارے نبی ﷺ پر فرمایا جاؤ آج تم سب کو معاف کیا اگر میں غلط ہوں تو مجھے بھی حقیقت سے آگاہ فرمائیے مگر دماغ کو حاضر کر کے کہ آخر اسلام ان نامساعد حالات میں تیزی سے کیونکر پھیلا آئیے کچھ حقائق کا مطالعہ کرتے ہیں۔

ان حقائق میں سب سے بڑی حقیقت حضور ﷺ کا پوری لگن سے فریضہ نبوت انجام دینا ہے پھر اس لگن میں آپ ﷺ کا کردار اور اندازِ تبلیغ ہے اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں: ﴿أدع إلی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلهم بالتی هی أحسن﴾ اور ساتھ ہی یہ حکم بھی ملا کہ: ﴿قل هذه سبیلی أدعو إلی الله﴾ کہو کہ میرا راستہ تو یہ ہے! میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، آپ ﷺ نے ان دونوں حکموں کو کماحقہ پورا فرمایا اور پوری حکمت اور اچھے انداز سے لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا اور جیسے اللہ کی طرف بلانے کا حق تھا۔ویسے ہی لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا پھر لوگ جوق در جوق اسلام کی طرف مائل ہوتے چلے گئے۔

آخرانداز کیا تھا جس نے لوگوں کے نظریات و خیالات بدل دیئے ویسے وہ بھی قرآن بیان فرماتا ہے۔ارشادربانی ہے۔﴿ إنا أرسلنک شاهداً و مبشراً و نذیراً ٥ و داعیاًإلی الله بإذنه و سراجاً منیراً ﴾ ترجمہ: ''بے شک ہم نے آپ ﷺ کوگواہ بنا کراور خوشخبری دینے والا اورڈرانے والا اوراللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن بنا کر بھیجا۔'' اس آیتِ مبارکہ میں آپ ﷺ کے دوخصوصی اوصاف آپ ﷺ کی تبلیغ کے حوالہ سے بیان ہو گئے ہیں۔ ۱۔ مبشر ۲۔نذیر پیغمبر ﷺ کا پہلا وعظ ہی آپ ﷺ کے وصف مبشر سے شروع ہوتا ہے۔جب آپ ﷺ نے لوگوں کو کہا کہ (قولوا لا إلٰه إلا الله تفلحوا) ترجمہ: '' آپؐ نے فرمایا: لوگوتم کہ دو کہ '' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں'' کامیاب ہو جاؤ گے۔''اس پہلے بیان کے اندر ہی کامیابی کی خوشخبری ہے،آپؐ کے اسی وصف کے بارے میں قرآن پاک یوں فرماتا ہے: ﴿الذین امنوا و عملوا الصٰلحات أن لهم جنٰت... ﴾ترجمہ: ''جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے انہیں خوشخبری دیجئے کہ ان کیلئے باغات ہیں۔''

اسی طرح آپ ﷺ کی دوسری خوبی کا ذکر ہے''نذیر ''انجام بد سے آگاہ کرنے والا،آپ ﷺ کا یہ بھی ایک نمایاں اندازِ تبلیغ تھا جس سے آپ ﷺ نے لوگوں کوراہ حق کی طرف بلانے کیلئے استعمال کیا۔مثلاً جب آپ ﷺ نے''ہرقل قیصرروم''کو خط لکھا اس کا انداز کچھ یوں تھا۔

'' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

محمد ﷺ کی جانب سے جو اللہ کا بندہ و رسول ہے ہرقل قیصر روم کے نام ....اس پر سلامتی ہو جس نے راہِ راست اختیار کی! بعدازاں .... میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔پس اگر سلامتی منظور ہے تو اسلام قبول کر لیں اگر آپ نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ آپ کو دہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر آپ نے انکار کیا تو ساری قوم کی گم راہی کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے اوپر ہوگی۔''

اس دعوتی مکتوب نبیؐ میں مذکورہ بالا دونوں اندازِ تبلیغ استعمال کئے گئے ہیں۔سب سے پہلے ایمان لانے کے بعد''دُہرے''اجر کی بشارت دی گئی ہے اور انکار کی صورت میں پوری قوم گمراہی کی ذمہ داری یہ انجام بد سے آگاہی ہے یہی مسحورکن انداز تھا۔جو ہر کسی کے دل میں گھر کرتا گیا اور ''ہرقل'' جیسے بادشاہ پر بھی موثر ہوا تو اس نے ابوسفیانؓ سے جو بھی ایمان نہ لائے تھے آپ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا۔

اس کے علاوہ میرے پیارے نبی ﷺ کا ایک اور پیارا انداز تھا جس کا ذکر قرآن میں ہوا ہے اور جس کی گواہی حضرت جعفر طیارؓ نے دربار نجاشی میں دی''امر بالمعروف و نهی عن المنکر ''

آپ ﷺ نے جب مکہ میں تبلیغ کا آغاز کیا تو اسی انداز فکر سے شروع کیا۔ جب نجاشی کے دربار میں اہل مکہ مہاجرین کو واپس لانے کیلئے گئے تو نجاشی نے مسلمانوں کو بلایا اور ان کے دین کے بارے میں پوچھا اور یہ پوچھا کہ وہ شخص جس نے تمہیں نئے دین کی تبلیغ کی ہے وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے اور کس چیز سے منع فرماتا ہے تو اس موقع پر حضرت جعفر طیارؓ نے فرمایا:

اے بادشاہ! وہ ہمیں اللہ کی کتاب پڑھ کر سناتا ہے۔

نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے۔

وہ ہمیں ہمسایوں سے نیک سلوک، رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور یتیموں سے احسان کا حکم دیتا ہے۔

اور ہمیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں......... جب ہم نے اس کی ان باتوں کو قبول کرلیا ہے تو یہ لوگ ہمارے دشمن ہو گئے ہیں۔

حضرت جعفر طیارؓ کی اس تقریر کے اندر آپ ﷺ کے اس انداز تبلیغ کا ذکر ہے۔ جو اس وقت میرا نکتہ فکر ہے۔ یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر حضرت جعفر طیارؓ اس بات کا اقرار کررہے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو برائی کرکے اس پر فخر کرتے تھے اور فخر سے دوسروں کو بتاتے تھے (اور یہی چیز ان کے قبولِ اسلام کا سبب بنی۔ آپ ﷺ لوگوں کے ایمان میں پختگی کیلئے ان کی تألیفِ قلب فرماتے اور ان کی حوصلہ افزائی کیلئے ان کو مالِ غنیمت میں سے زیادہ عطا فرماتے تاکہ ان کے دلوں کو اسلام کیلئے ہموار کیا جاسکے۔

اسکی مثال فتح مکہ کے بعد غزوۂ حنین اور طائف میں ملتی ہے۔ آپ نے حنین اور طائف سے حاصل شدہ مال غنیمت میں سے اہل مکہ کے ان لوگوں کو مال زیادہ دیا جو پہلی بار مسلمان ہونے کیبعد جنگ میں شریک ہوئے تھے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔ انصار مدینہ نے اس بات کو محسوس کیا اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔ یہ معاملہ آپؐ تک پہنچا تو آپ ﷺ نے انصار کو بلایا اور بات پوچھی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ اہل مکہ کو مال غنیمت زیادہ ملا ہے۔ مگر تم کو مال غنیمت دینے والی ہستی ملی ہے وہ مال لے کر واپس جائیں گے اور تم مجھے تو یہ بات سن کر اہل مدینہ آنسو بہانے لگے وار اپنے کئے پر نادم ہوئے۔ آپ ﷺ نے صرف اہل مکہ کی دلی تالیف کیلئے ان کو مال زیادہ دیا تھا تاکہ ان کے دل اسلام کے حق میں ہموار ہو جائیں۔ یہ بھی آپؐ کا ایک انداز تبلیغ تھا۔

آپ ﷺ کی تبلیغ کا ایک سنہری اصول یہ بھی تھا جس کی وجہ سے اسلام تیزی سے پھیلا۔ وہ یہ تھا کہ ہر ایک کے ذہن اور مرتبہ کے مطابق بات کرتے جو حکمت سے بھرپور ہوتی مثلاً اگر عرب کا نامور پہلوان ''رکانہ'' جس کو اپنی طاقت پر بڑا ناز تھا، اس شرط پر ایمان لانے کا وعدہ کرتا کہ اگر آپ ﷺ مجھے کشتی میں بوچھاڑ دیں تو میں آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرلوں گا۔ تو آپ ﷺ ایک بار نہیں تین بار اسے چت کرتے ہیں تاکہ اس پر حجت پوری ہو جائے حالانکہ انبیاء ایسے کھیل کود سے مبرا ہوتے ہیں مگر میرے نبی ﷺ دنیا انسانیت کے ایسے حریص تھے کہ ہر آدمی کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر میں رہتے۔

اسی طرح مدینہ میں ایک دفعہ قبیلہ بنوحنیفہ کا سردار ثمامہ بن آثال کسی طرح صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں گرفتار ہوکر مدینہ لایا گیا اور اس کو مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ آپ ﷺ نماز کیلئے تشریف لائے تو ثمامہ بن اثال سے فرمایا: اے ثمامہ! اب تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اگر قتل کردو گے تو ایک انسان کا قتل ہوگا اور اگر چھوڑ دو گے تو زندگی بھر احسان مند پاؤ گے۔ یہ سن کر آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ اگلے دن پھر آپ ﷺ نے ثمامہ سے پوچھا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے پھر بھی سابقہ بات اور الفاظ دہرائے تو آپ ﷺ تشریف لے گئے... حتیٰ کہ تیسرے دن بھی ایسا ہی مکالمہ ہوا۔

آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: ثمامہ کو آزاد کردو... یہ آزاد کرنا کیا تھا۔ بلکہ ہمیشہ کا غلام بنا لیا۔ صحابہؓ نے ثمامہ کی رسیاں کھول دیں۔ اب ظاہری قید سے تو ثمامہ آزاد تھا.... مگر باطن سے آپ ﷺ کا ہمیشہ کا قیدی ہو چکا تھا۔ ثمامہ گئے اور مدینہ کے قریب ایک باغ میں غسل کرکے واپس آ گئے اور ہمیشہ کیلئے آپ ﷺ کے غلام بن گئے۔ آپ ﷺ نے اس کے ذہن اور مرتبہ کے مطابق اس سے معاملہ کیا جس سے متاثر ہوکر ثمامہ نے اسلام قبول کرلیا۔ اب تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ثمامہ نے تلوار کے ڈر سے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ کے انداز سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا ہے۔

اس طرح وہ عورت جس کا معمول تھا کہ روزانہ آپ ﷺ پر کوڑا کرکٹ اپنی چھت سے پھینکا کرتی تھی۔ مگر جب ایک روز آپ ﷺ کا گزر اس کے گھر کے پاس سے ہوا اس نے کوڑا کرکٹ آپ ﷺ پر نہ پھینکا تو آپ ﷺ نے تردد کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ اسکے گھر گئے۔ اس کی عیادت و تیمارداری کی۔ مگر جب واپس ہوئے تو اس بوڑھی عورت کے جذبات جو پہلے نفرت سے بھرے ہوا کرتے تھے مگر اب محبت میں بدل چکے تھے کیونکہ عرب میں نفرت کے بدلے میں محبت کسی کا نصیب نہ ہوا کرتی تھی۔ اس

نے سوچا کہ یہ ہستی کتنی عظیم ہے کہ میں نے تو ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا مگر انہیں پھر بھی مجھ سے نفرت نہیں تو وہ بھی آپ ﷺ کے اس انداز سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئی۔

اسی طرح مکہ کی وہ بوڑھی عورت جو اپنا آبائی دین بچانے کی غرض سے مکہ چھوڑ رہی تھی کیونکہ اس کو بتایا گیا تھا کہ جو بھی آپ ﷺ کو ملتا ہے وہ اپنے آبائی دین سے منحرف ہو جاتا ہے۔ لہذا وہ مکہ چھوڑ کر کسی نواحی علاقے میں جانے کا پروگرام بناتی ہے۔ سامان اٹھا کر چوراہے پر آتی ہے مگر کوئی بھی مکہ کا جوان اس کی مدد نہیں کرتا کہ اسے اس کی منزل تک پہنچا آئے، مگر آپ ﷺ کا گزر وہاں سے ہوتا ہے۔ تو دیکھتے ہیں کہ بوڑھی عورت بے سہارا کھڑی ہے۔ دریافت کرنے پر وہ بتاتی ہے کہ اے جوان: میں نے سنا ہے کہ مکہ میں ایک شخص نے نئے دین کا پرچار شروع کیا ہے اور جو اسے ملتا ہے وہ اپنے آبائی دین سے منحرف ہو جاتا ہے۔ لہذا میں مکہ سے جا رہی ہوں۔ تو آپ ﷺ اس کا سامان اٹھاتے ہیں اور اس کو منزل پر پہنچانے کیلئے چل پڑتے ہیں۔ منزل پر پہنچ کر وہ بوڑھی عورت جو آپ ﷺ کے اخلاق و کردار سے بڑی متاثر ہوتی ہے وہ آپ ﷺ کا تعارف پوچھتی ہے تو آپ ﷺ پہلے بتانے سے گریز کرتے ہیں مگر بوڑھی کے اصرار پر اس کو اپنا تعارف پیش کرتے ہیں کہ میں ہی محمد ﷺ ہوں تو وہ بوڑھی عورت آپ ﷺ کے اخلاق و کردار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی اور دولتِ ایمان سے بہرہ مند ہوتی ہے۔

اسی طرح غزوۂ خیبر کے دوران آپ ﷺ کی خدمت میں ایک حبشی غلام حاضر ہوا جو کہ حقوق انسانیت سے محروم تھا۔ آپ ﷺ نے ایسے احسن انداز سے اسے اسلام پیش کیا اور اسے تمام حقوق انسانی دینے کی یقین دہانی کرائی تو وہ اپنے مالک کا ریوڑ چھوڑ کر داخل اسلام ہوا اور تلوار لے کر میدان جہاد میں اترا اور اللہ کی شہید ہو گیا۔

اسی طرح عدی بن حاتم جو مذہباً عیسائی تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو دیکھ کر سمجھ نہ سکا کہ آپ ﷺ بادشاہ ہیں یا پیغمبر۔ تو اسی وقت آپ ﷺ کی خدمت میں مدینہ کی ایک عورت آئی۔ آپ ﷺ نے اٹھ کر اس کی بات سنی اور کہا کہ جہاں چاہو میں تمہاری فریاد سننے کیلئے تیار ہوں۔ یہ کہہ کر اس کی ضرورت پوری کر دی۔ ظاہری شان کے در پردہ عدی نے جب یہ عاجزی دیکھی تو کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

ان تمام واقعات سے جو نمونہ کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کس طرح

دنیائے کفر میں پھیلا۔ان تمام واقعات میں کہیں بھی آپ ﷺ کو تلوار کا نام نشان بھی نظر نہ آئے گا۔انسانی حقوق سے محروم اس دنیا میں جب ہر انسان کو برابری کے حقوق ملے تو وہ لوگ جوق در جوق داخل اسلام ہوئے کیونکہ پہلے اس شرف سے وہ محروم تھے۔ان کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔وہ اس کا تصور بھی نہ کرتے تھے کہ کبھی اس اندھیرے میں اجالا نمودار ہوگا اور اس ظلم کی رات کی کبھی صبح بھی ہوگی مگر جب خدا کسی قوم پر رحم کرتا ہے تو اسی طرح کوئی پاک بندہ ان کی ہدایت کیلئے بھیج دیتا ہے۔مگر عرب کے مقدر پر میں قربان جاؤں نبیؑ ملے بھی تو امام الانبیاء ملے۔آپ ﷺ اس وقت آئے جب دنیا ہدایت کی پیاسی تھی پھر آپ ﷺ نے تبلیغِ اسلام کی حد کردی کیونکہ آپ ﷺ کے پیش نظر کوئی ذاتی اغراض ومقاصد نہ تھے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا تھا اور وہ بھی بے لوث کیونکہ اللہ کی طرف سے یہ حکم آچکا تھا۔

﴿بلغ ماأنزل إليک من ربک﴾ پھر آپ ﷺ نے اس لگن سے اس فریضہ کو انجام دیا کہ دنیا و مافیہا سے کٹ کر اس کام کو انجام دیا اور جب لوگ آپ ﷺ کی بات پر ایمان نہ لاتے تو آپ ﷺ راتوں میں بارگاہِ الٰہی میں روتے اور عاجزی وانکساری کرتے۔یہی وہ لگن تھی جس نے اسلام کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دی اور اسلام آناً فاناً پورے عرب میں پھیل گیا اور جب آپ ﷺ نے بعثت کے ۲۳ سال بعد اس دنیا سے رخصت ہوئے تو پورا عرب دولتِ اسلام سے فیضیاب ہو چکا تھا۔

حضرت محمد ﷺ کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے ہر گروہِ انسانی کیلئے نمونہ بنا کر بھیجا۔ ﴿لقد كان لكم فى رسول الله أسوة حسنة﴾ ہر ایک کیلئے اس نمونہ میں ہدایت موجود ہے۔مگر آج جب میں نظر اٹھا کر دیکھتا ہوں تو وہ لوگ جو انبیاءؑ کے وارث کہلاتے ہیں، ان کی زبان میں تاثیر نہیں ... ان کے کردار میں وہ جھلک نہیں ... یہی وجہ ہے کہ آج کے مبلغ کی بات سننا عوام نے چھوڑ دیا۔مگر افسوس میری اس قوم کے سادہ لوح افراد کو کچھ نام نہاد مبلغین نے آپ ﷺ کا وارث ظاہر کر کے بجائے اس کے کہ ان کو لا الہ الا اللہ والا درس دیتے اور طرف الجھا دیا آج بھی اگر ہم لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری زبان میں تاثیر پیدا ہو تو ہمیں قوم کو وہی درس دینا ہوگا، جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا اور ہماری کامیابی صرف اسی میں ہے کہ ہم ﴿أطيعوا الرسول﴾ کریں اور قابل عمل راہ صرف ''قال اللہ وقال الرسولؐ'' والی سمجھیں مگر دعویٰ تو سب یہی کرتے ہیں۔مگر عمل اور ہوتا ہے اسی بارے میں شاعر نے خوب کہا ہے:

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی　　　فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی